بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا وہ کچھ حاصل نہیں کرتا
تمام دنیوی عزتیں اسی کو دی جاتی ہیں اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت دی جاتی ہے
جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9 مارچ 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں اور ان کے مقام و مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کے ان پر انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اور آپ کمبل پہن لیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر انہیں کیا دیا۔ تمام عرب کا انہیں بادشاہ بنا دیا اور انہی کے ہاتھ سے اسلام کو نئے سرے سے زندہ کیا اور مرتد عرب کو پھر فتح کر کے دکھا دیا اور وہ کچھ دیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ فرماتے ہیں غرض ان لوگوں کا صدق و وفا اور اخلاص و مروت ہر مسلمان کے لئے اسوہ ہے۔ صحابہ کی زندگی ایک ایسی زندگی تھی کہ تمام نبیوں میں سے کسی نبی کی زندگی میں یہ مثال نہیں پائی جاتی۔ فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا وہ کچھ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنا نقصان کرتا ہے لیکن جب وہ تمام نفسانی خواہشات اور اغراض سے الگ ہو جاوے اور خالی ہاتھ اور صافی قالب لے کر خدا تعالیٰ کے حضور جاوے تو خدا اس کو دیتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرتا ہے مگر شرط یہی ہے کہ انسان مرنے کو تیار ہو جاوے اور اس کی راہ میں ذلت اور موت کو خیر باد کہنے والا بن جاوے۔ فرمایا دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے۔ کوئی اس میں مستقل نہیں رہتا۔ مگر اس کی لذت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت پھیلا دیتا ہے یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیا دار ہزار کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ یا دربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے۔ غرض تمام دنیوی عزتیں اسی کو دی جاتی ہیں اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت دی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمینی گورنمنٹوں کے لئے جو ذرا سا کچھ گنواتا ہے اس کو اجر ملتا ہے تو جو خدا کے لئے گنوائے تو کیا اسے اجر نہ ملے گا۔ فرمایا: وہ نہیں مرتے جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت کم لوگ ہیں۔ یہ صدق و وفا اور اخلاص و مروت دکھانے والوں کے نمونے ہمیں اس شان سے نظر آتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے نہ صرف ان کی محبتوں کے رخ بدل دیئے بلکہ ان محبتوں کے پیمانوں کو وہ عروج عطا کر دیا جس کی مثال پہلے دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ صحابہ اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پاک تھے۔ صاف دل ہو کر اور اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو کر، صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے والے تھے اور جب یہ حالت ہو تو پھر خدا تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور بے انتہا نوازتا ہے اور ہم صحابہ کی زندگی میں یہ باتیں دیکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا بعض صحابہ کے

واقعات پیش کرتا ہوں کہ کس طرح انہوں نے اپنے نفسوں کو خدا تعالیٰ کے ماتحت کر لیا تھا۔کیا نمونے انہوں نے دکھائے۔

حضرت عباد بن بشر ایک انصاری صحابی تھے۔عین جوانی میں تقریباً پینتیس سال کی عمر میں ان کو شہادت نصیب ہوئی تھی۔ان کی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت جاگے تو مسجد سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ آواز عباد کی ہے۔حضرت عائشہ نے عرض کی کہ انہی کی آواز لگتی ہے۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی کہ اے اللہ عباد پر رحم کر۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو قرآن کریم تلاوت میں اپنی راتیں گزار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے براہ راست حاصل کرنے والے بنے۔حضرت عباد کو اپنی ایک خواب کی وجہ سے یہ یقین تھا کہ انہیں شہادت کا رتبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں ان کی یہ خواب پوری ہوئی اور بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے انہوں نے شہادت پائی۔

پھر تاریخ ہمیں ایک اور صحابی کے متعلق بتاتی ہے جن کا نام حرام بن ملحان تھا۔یہ لوگوں کو قرآن سکھانے اور غریبوں اور اصحاب صفہ کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔جب بنی عامر کے ایک وفد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں تبلیغ کے لئے کچھ لوگ بھیجیں تا کہ ہمیں بھی اسلام کا پتا چلے اور ہمارے لوگ اسلام میں داخل ہوں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام بن ملحان کو امیر بنا کر ایک وفد بنی عامر کی طرف بھیجا۔جب یہ وفد وہاں پہنچا تو حضرت حرام بن ملحان کو شک ہوا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ان لوگوں کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ احتیاطی تدبیر کرنی چاہئے اور سب کو وہاں اکٹھے نہیں جانا چاہئے۔اس لئے تم سب یہیں رہو اور میں اور ایک اور ساتھی جاتے ہیں۔اگر تو انہوں نے ہم سے صحیح سلوک کیا تو تم لوگ بھی آ جانا اور اگر ہمیں نقصان پہنچایا تو پھر تم لوگ حالات کے مطابق فیصلہ کرنا ہو۔جب حرام بن ملحان اور ان کے ساتھی ان لوگوں کے قریب گئے تو بنی عامر کے سردار نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے حرام بن ملحان پر نیزے سے حملہ کیا۔ان کی گردن سے خون کا فوارہ نکلا۔انہوں نے اس خون کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔اور ان کے دوسرے ساتھی کو بھی شہید کر دیا گیا اور پھر باقاعدہ حملہ کر کے باقی جو ستر لوگ تھے ان سب کو شہید کر دیا۔جب ان لوگوں کو ظالمانہ طور پر دھوکے سے شہید کیا جا رہا تھا تو انہوں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ ہماری یہ قربانیاں قبول فرما لے اور ہماری اس حالت کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل نے ان صحابہ کا سلام پہنچایا اور وہاں کے حالات اور شہادت کی اطلاع دی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اطلاع دی کہ وہ سب شہید کر دیئے گئے ہیں۔اس شہادت کا آپؐ کو انتہائی صدمہ تھا۔آپ نے تیس دن تک ان قبائل کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ ان میں سے جنہوں نے یہ ظلم کیا ہے خود ان کی پکڑ کر۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہادتوں کو بڑی عظیم شہادتیں قرار دیا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عشق و محبت اور دین کی خاطر عظیم الشان قربانی کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ محبت ایک ایسی شئے ہے کہ وہ سب کچھ کرا دیتی ہے ایک شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کے لئے کیا کچھ نہیں کر گزرتا۔آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے۔قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار ہوئے۔مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اس قدر سختیاں کی گئیں کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے۔اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اس وقت بظاہر وہ ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ ان کی برادری ہی تھے،مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قائم رکھا۔وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تھا جو حق کے پیار کی وجہ سے ان کے سینوں سے پھوٹ نکلتا تھا۔

فرمایا:اس لذت کے بعد جو خدا تعالیٰ میں ملتی ہے،ایک کیڑے کی طرح کچل کر مر جانا منظور ہوتا ہے۔جس طرح اس صحابی نے کہا تھا میں نے رب کعبہ کو پا لیا۔فرماتے ہیں کہ مؤمن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں۔ سچ پوچھو تو مؤمن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے تیار رہتا ہے۔اسی طرح اگر کسی شخص کو کہہ دیا جاوے کہ یا نصرانی ہو جا یا قتل کر دیا جائے گا اس وقت دیکھنا چاہئے کہ اس کے نفس سے

کیا آواز آتی ہے۔ آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھ دیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے۔ اگر وہ مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ مؤمن حقیقی ہے ورنہ کافر ہے۔ غرض ان مصائب میں جو مؤمنوں پر آتے ہیں اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اگر یہ مصائب لذت نہ ہوتے تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گزار دیتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے صحابہ میں ایک ایسی روح پھونک دی تھی کہ مرتے ہوئے بھی یہ کہتے تھے کہ کعبہ کے رب کی قسم ہم کامیاب ہوگئے، ہم نے خدا کو پالیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو نیکیاں کرنے والے تھے۔ ان پر جب ظلم کئے جاتے تھے تو اس ظلم کی خاطر قربانیاں دیتے تھے نہ کہ خود ظالم بن جاتے تے۔ جس طرح آج کل کے بعض گروہوں نے شروع کیا ہے کہ ہم شہید ہوگئے یا شہید ہوجائیں گے تو جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ نہیں تھے۔ یہ لوگ ظلم کے خلاف جنگ کرنے والے تھے ظلم پھیلانے والے نہیں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ایک انصاری صحابی تھے جو احد کی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ انہیں ایک خواب یا خدائی تفہیم کی بنا پر یقین تھا کہ وہ اس جنگ میں سب سے پہلے شہید ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عبداللہ کی شہادت اور قربانی کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے نوازا اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ حضرت عبداللہ کے بیٹے کو افسردہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کو اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ مجھ سے جو چاہو خواہش کرو میں تمہیں عطا کروں گا۔ حضرت عبداللہ نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے خدا میں نے حق بندگی تو ادا نہیں کیا، تیرے سامنے خواہش کس منہ سے کرو۔ تیرا رحم اور فضل ہے جو عطا کردے۔ پھر عرض کیا کہ اے اللہ اگر میری خواہش پوچھتا ہے تو وہ یہی ہے کہ مجھے تو پھر دنیا میں لوٹا دے تا کہ میں پھر تیرے نبی کے ساتھ ہو کر دشمن کا مقابلہ کروں اور پھر شہید ہو کر آؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں جس کو ایک دفعہ موت دے دوں وہ دوبارہ دنیا میں لوٹا یا نہیں جاتا اس لئے یہ خواہش تو پوری نہیں ہوسکتی۔

حضرت عمرو بن جموح کے جذبہ قربانی اور شہادت کا ذکر یوں ملتا ہے کہ ان کے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے بدر کی جنگ میں ان کے بیٹوں نے انہیں شامل نہیں ہونے دیا۔ جب احد کا موقع آیا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے بیٹے میرے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے جنگ میں مجھے شامل ہونے سے روک رہے ہیں لیکن میں آپ کے ساتھ اس جہاد میں شامل ہونا چاہتا ہوں اور عرض کیا کہ خدا کی قسم میں امید کرتا مجھے شہادت عطا فرمائے گا اور میں اپنے لنگڑے پاؤں کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو پھر شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت عمرو جنگ میں شامل ہوئے اور میدان احد میں شہید ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ لوگ ایمان میں بڑھے ہوئے تھے یقین میں بڑھے ہوئے تھے کسی بھی صحابی کے واقعہ کو لے لیں۔ اخلاص اور وفا اور خدا تعالیٰ کی خاطر جان کے نذرانے پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری کو بھی احد کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہونے کی توفیق ملی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو معلوم ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ اسباب کیا شئے ہے کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں جاؤ گے تو مُرَاغَمًا كَثِيْرًا پاؤ گے۔ صحت نیت سے جو قدم اٹھاتا ہے خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے، بلکہ انسان اگر بیمار ہو تو اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ صحابہ کی نظیر دیکھو دراصل صحابہ کرام کے نمونے ایسے ہیں کہ کل انبیاء کی نظیر ہیں۔ خدا کو تو عمل ہی پسند ہیں۔ انہوں نے بکریوں کی طرح اپنی جانیں دیں۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حواریوں کو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی صداقت پر شک تھا جبھی تو مائدہ مانگا اور کہا و نعلم ان قد صدقتنا تا کہ تیرا سچا اور جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول مائدہ سے پیشتر ان کی حالت نعلم کی نہ تھی۔ پھر جیسی بے آرامی کی زندگی صحابہ نے بسر کی اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ صحابہ کرام کا گروہ عجیب گروہ تھا، قابل قدر اور قابل پیروی گروہ تھا۔ ان کے دل یقین سے بھر گئے ہوئے تھے۔ جب یقین ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ اول مال وغیرہ دینے کو جی چاہتا ہے پھر جب بڑھ جاتا ہے تو صاحب یقین خدا کی خاطر جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ یہ یقین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے ہر وقت

بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ ان صحابہ کے روز کے معاملات بھی عشق رسول کے عجیب نظارے دکھاتے ہیں۔ کوشش ہوتی تھی کہ کس طرح کوئی موقع ملے اور ہم اپنی محبت کا اظہار کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کس طرح عام حالات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و وفا کا اظہار کریں۔

صحابہ کو شروع میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی تبلیغ کرنے میں بڑی دقتیں پیش آتی تھیں۔ کہیں بیٹا مسلمان ہوا اور باپ نہیں تو مشکلات ہیں۔ کہیں کوئی کمزور رشتہ دار مسلمان ہوا تو دوسرے بڑے رشتہ دار تنگ کر رہے ہیں۔ حضرت عمرو بن جموع سے پہلے ان کے بیٹے نے بیعت کر لی تھی۔ وہ روزانہ رات کو اپنے باپ کے بت کو اُٹھا کر کوڑے میں پھینک دیتے جس سے وہ سخت ناراض ہوتے۔ آخر تنگ آ کر عمرو بن جموع نے کہا کہ وہ بت جسے مَیں نے خدا بنا رکھا ہے، خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ میری کیا حفاظت کرے گا اور اسلام قبول کر لیا۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ سے محبت کا جو انداز تھا اور پھر جس طرح آپ کی قوت قدسی سے اللہ تعالیٰ سے ان صحابہ کا تعلق پیدا ہوا اور پھر خدا تعالیٰ بھی بعض دفعہ ان صحابہ کو براہ راست یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ان کو نوازتا تھا۔

حضرت ابی بن کعب کے تعلق باللہ کا ایک واقعہ بخاری میں یوں ملتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب حیرانی سے پوچھنے لگے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تمہارا نام لے کر کہا ہے۔ اس پر ابی بن کعب شدت جذبات سے رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لم یکن الذین کفروا کی سورۃ پڑھ کر سنائی یعنی سورۃ البینۃ۔ ایک دفعہ کسی نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ آپ تو یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے ہوں گے تو انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو دیکھ کر اور یاد کر کے خوش ہوا کرو تو میں خوش کیوں نہ ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا: تو یہ تھے وہ صحابہ جو ترقی کرتے کرتے اپنے انتہائی مقام کو پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: آخر صحابہ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔ صحابہ کرام کے زمانے کو اگر دیکھا جائے تو وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے۔ جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورت نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے۔ گویا قد افلح من زکھا کے سچے مصداق تھے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے اس قدر صدق دکھایا کہ نہ صرف بت پرستی اور مخلوق پرستی سے ہی منہ موڑا بلکہ ان کے اندر سے دنیا کی طلب ہی مسلوب ہوگئی اور وہ خدا کو دیکھنے لگ گئے۔ وہ نہایت سرگرمی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسے فدا تھے کہ گویا ہر ایک ان میں سے ابراہیم تھا۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور آپ کے صحابہ کرام آپ کے اعضاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں صحابہ کے مقام کو بھی پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نمونوں پر چلتے ہوئے اپنے اخلاص و وفا کو بھی بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 9 March 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB